فہم القرآن

ترجمۂ قرآن مجید

مع صرفی و نحوی تشریح

افادات: حافظ احمد یار مرحوم

ترتیب و تدوین: لطف الرحمٰن خان

نظر ثانی: حافظ محمد زبیر

سورۃ البقرۃ (مسلسل)

آیت ۱۷۴

﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡتُمُوۡنَ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ مِنَ الۡکِتٰبِ وَ یَشۡتَرُوۡنَ بِہٖ ثَمَنًا قَلِیۡلًا ۙ اُولٰٓئِکَ مَا یَاۡکُلُوۡنَ فِیۡ بُطُوۡنِہِمۡ اِلَّا النَّارَ وَ لَا یُکَلِّمُہُمُ اللّٰہُ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ وَ لَا یُزَکِّیۡہِمۡ ۚۖ وَ لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۱۷۴﴾﴾

ب ط ن

بَطَنَ (ن) بَطْنًا: چھپا ہوا ہونا' پوشیدہ ہونا۔ ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ﴾ (الانعام:۱۵۲) ''اور تم لوگ قریب مت جاؤ بے حیائیوں کے' جو ظاہر ہوا اس سے اور جو پوشیدہ رہا۔''

بَاطِنٌ: (اسم الفاعل کے وزن پر صفت): پوشیدہ ہونے والا' یعنی پوشیدہ۔ ﴿وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ ۚ﴾ (الانعام:۱۲۱) ''اور تم لوگ چھوڑ دو گناہ کے ظاہر کو اور اس کے پوشیدہ کو۔''

بِطَانَةٌ جمع بَطَائِنُ: راز دار' بھیدی' کپڑے کا استر۔ ﴿لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ﴾ (آل عمران:۱۱۸) ''تم لوگ مت بناؤ کسی کو راز دار اپنوں کے سوا۔'' ﴿مُتَّكِئِيْنَ عَلٰى فُرُشٍۢ

بَطَائِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ ؕ﴾ (الرحمٰن:٥٤) ''ٹیک لگائے ہوئے بچھونوں پر' ان کے استر بھڑکیلے ریشم کے ہوں گے۔''

بَطْنٌ ج بُطُوْنٌ : پیٹ' کسی وادی کا نشیبی حصہ۔ ﴿فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ﴾ (النور:٤٥) ''تو اُن میں سے کوئی ہے جو چلتا ہے اپنے پیٹ کے بل۔'' ﴿وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ﴾ (الفتح:٢٤) ''اور وہی ہے جس نے روکا ان کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو اُن سے مکّہ کے نشیب میں۔'' آیت زیر مطالعہ میں لفظ ''بُطُوْنٌ'' (جمع) آیا ہے۔

ترکیب : ''يَكْتُمُوْنَ'' کا مفعول ''مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ'' ہے۔ ''بِهٖ'' میں ''ہٗ'' کی ضمیر ''مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ'' کے لیے ہے۔ ''مَايَاْكُلُوْنَ'' سے ''النَّارَ'' تک جملہ منفی ہے اس لیے ''اِلَّا'' غیر موثر ہے اور ''يَاْكُلُوْنَ'' کا مفعول ہونے کی وجہ سے ''النَّارَ'' منصوب ہے۔

ترجمہ:

اِنَّ الَّذِيْنَ : بیشک وہ لوگ جو	يَكْتُمُوْنَ : چھپاتے ہیں
مَا : اس کو جو	اَنْزَلَ : اتارا
اللّٰهُ: اللہ نے	مِنَ الْكِتٰبِ : کتاب میں سے
وَيَشْتَرُوْنَ : اور وہ لوگ خریدتے ہیں	بِهٖ : اس کے بدلے
ثَمَنًا قَلِيْلًا : تھوڑی قیمت	اُولٰٓئِكَ : وہ لوگ
مَا يَاْكُلُوْنَ : نہیں کھاتے	فِيْ بُطُوْنِهِمْ : اپنے پیٹوں میں
اِلَّا : مگر	النَّارَ : آگ
وَلَا يُكَلِّمُهُمُ : اور کلام نہیں کرے گا ان سے	اللّٰهُ : اللہ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ : قیامت کے دن	وَلَا يُزَكِّيْهِمْ : اور نہ اُن کا تزکیہ کرے گا
وَلَهُمْ : اور ان کے لیے ہے	عَذَابٌ اَلِيْمٌ : ایک دردناک عذاب

نوٹ (١) : ''يَكْتُمُوْنَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ'' کی ''تفسیر نعیمی'' میں ان الفاظ سے وضاحت کی گئی ہے: ''چھپانا یہ بھی ہے کہ کتاب کے مضمون پر کسی کو مطلع نہ ہونے دیا جائے''۔ آج کل ہمارے معاشرے میں کچھ لوگ درسِ قرآن میں جانے سے اور ترجمہ و تفسیر سے قرآن کا

مطالعہ کرنے سے لوگوں کو روکتے ہیں اور یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ علم کتابوں میں نہیں ملتا۔ ایسے لوگوں کو ٹھنڈے دل سے سوچنا چاہیے کہ وہ کس جرم کا ارتکاب کر رہے ہیں۔

آیت ۱۷۵

﴿اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰی وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَی النَّارِ﴾

ترکیب : ''فَمَا'' میں ''مَا'' اسم تعجب ہے اور مبتدأ ہے۔ ''اَصْبَرَ'' فعل' اس کا فاعل اس میں شامل ''هُوَ'' کی ضمیر ہے جو ''مَا'' کے لیے ہے اور ''هُمْ'' اس کی ضمیر مفعولی ہے۔ ''اَصْبَرَهُمْ'' جملہ فعلیہ مبتدأ ''مَا'' کی خبر ہے اور ''عَلَی النَّارِ'' متعلق خبر ہے۔

ترجمہ:

اُولٰٓئِکَ : وہی لوگ ہیں	الَّذِیْنَ : جنہوں نے
اشْتَرَوُا : خریدا	الضَّلٰلَةَ : گمراہی کو
بِالْهُدٰی : ہدایت کے بدلے	وَالْعَذَابَ : اور عذاب کو
بِالْمَغْفِرَةِ : مغفرت کے بدلے	فَمَآ : تو کس چیز نے
اَصْبَرَهُمْ : صبر دیا ان کو	عَلَی النَّارِ : آگ پر

نوٹ (۱) : اوپر ترکیب میں بتایا گیا ہے کہ ''مَا'' اسم تعجب ہے۔ اس سلسلہ میں یہ سمجھ لیں کہ مَا اَفْعَلَهٗ اور اَفْعِلْ بِهٖ دو وزن ہیں جو اظہارِ تعجب کے لیے آتے ہیں اور ان کو ''تعجب کے دو صیغے'' (صِیْغَتَا التَّعَجُّبِ) کہتے ہیں۔ جیسے ''مَا اَحْسَنَهٗ'' (کس چیز نے حسین بنایا اس کو) یا ''مَا اَحْسَنَ رَشِیْدًا'' (کس چیز نے حسین بنایا رشید کو)۔ اس کی ترکیب اوپر بتا دی گئی ہے اور لفظی ترجمہ بھی دے دیا گیا ہے' لیکن اس کا مفہوم یہ ہے کہ رشید کتنا حسین ہے! اس طرح ''مَا اَصْبَرَهُمْ عَلَی النَّارِ'' کا مفہوم یہ ہے کہ وہ لوگ کتنے ثابت قدم ہیں آگ پر!

اسی طرح ''اَحْسِنْ بِهٖ'' یا ''اَحْسِنْ بِرَشِیْدٍ'' میں ''اَحْسِنْ'' فعل امر ہے۔ ''بِ'' زائدہ ہے اور ''ہٗ'' ضمیر مفعولی ہے۔ ''بِرَشِیْدٍ'' میں بھی ''بِ'' زائدہ ہے اور ''رَشِیْدٍ'' مفعول ہے۔ اس طرح اس کا لفظی ترجمہ ہوگا ''تو خوبصورتی دے اس کو'' یعنی تو خوبصورت سمجھ اس کو۔ اور ''تو خوبصورتی دے رشید کو'' یا ''تو خوبصورت سمجھ رشید کو''۔ لیکن مفہوم یہی ہے کہ رشید کتنا خوبصورت ہے!

آیت ۱۷۶

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِي الْكِتٰبِ لَفِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ﴾

ب ع د

بَعُدَ (ک) بُعْدًا : دُور ہونا۔ ﴿وَلٰكِنْۢ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ۭ﴾ (التوبة:۴۲) ''اور لیکن دُور ہوئی اِن پر مسافت۔''

بَعِدَ (س) بَعَدًا : تباہ و برباد ہونا' ہلاک ہونا۔ ﴿اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ﴾ (ھود) ''خبردار! ہلاکت ہے اہل مدین کے لیے جیسے ہلاک ہوئے ثمود۔''

بَعِيْدٌ: (فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے): دُور۔ ﴿ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ﴾ (الحج) ''یہی دُور کی گمراہی ہے۔''

بُعْدٌ (اسم ذات): دُوری یا فاصلہ' ہلاکت۔ ﴿يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ﴾ (الزخرف:۳۸) ''کاش میرے اور تیرے مابین دو مشرقوں کا فاصلہ ہوتا۔'' ﴿اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ﴾ (ھود) ''خبردار! ہلاکت ہے اہل مدین کے لیے جیسے ہلاک ہوئے ثمود۔''

بَعْدٌ (ظرف زمان) : کسی کے پیچھے یا بعد۔ یہ زیادہ تر مضاف بن کر آتا ہے۔ اگر اس کا مضاف الیہ مذکور ہو تو ظرف ہونے کی وجہ سے ''بَعْدَ'' آتا ہے اور اگر محذوف ہو تو پھر یہ مبنی برضمہ (بَعْدُ) ہوتا ہے۔ ﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَيْتَنَا﴾ (آل عمران:۸) ''اے ہمارے ربّ! تو ٹیڑھا مت کر ہمارے دلوں کو اِس کے بعد کہ تو نے ہدایت دی ہم کو۔'' ﴿ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ﴾ (البقرة:۵۲) ''پھر ہم نے معاف کیا تم لوگوں کو اس کے بعد۔'' ﴿لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ۭ﴾ (الروم:۴) ''اللہ کے لیے ہی ہیں سب کام اس سے پہلے اور اس کے بعد۔''

اَبْعَدَ (افعال) اِبْعَادًا : دور کرنا' دور رکھنا۔

مُبْعَدٌ (اسم المفعول) : دُور کیا ہوا' دُور رکھا ہوا۔ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ اُولٰۗىِٕكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ﴾ (الانبیاء) ''بیشک جن لوگوں کے لیے آگے آئی ہماری طرف سے نیکی وہ لوگ اس سے دور رکھے جائیں گے۔''

بَاعَدَ (مفاعلہ) مُبَاعَدَةً: کسی کو کسی سے دور کرنا۔

بَاعِدْ (فعل امر): تو دُور کردے۔ ﴿رَبَّنَا بٰعِدْ بَیْنَ اَسْفَارِنَا﴾ (سبا:۱۹) ''اے ہمارے ربّ! تو دور کردے (یعنی دراز کردے) ہمارے سفروں کے درمیان کو۔''

ترکیب: ''ذٰلِكَ'' کا اشارہ گزشتہ آیت میں مذکور عذاب کی طرف ہے۔ ''بِاَنَّ'' کا ''بِ'' سببیہ ہے۔ ''اَنَّ'' کا اسم لفظ ''اَللّٰهَ'' ہے' اس لیے منصوب ہے۔ ''نَزَّلَ الْكِتٰبَ'' جملہ فعلیہ ''اَنَّ'' کی خبر ہے' اس لیے ترجمہ میں لفظ ''ہے'' کا اضافہ ہوگا۔ ''بِالْحَقِّ'' متعلق خبر ہے۔ ''الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِی الْكِتٰبِ'' یہ پورا جملہ ''اِنَّ'' کا اسم ہے' اس کی خبر محذوف ہے جو ''قَائِمٌ'' ہوسکتی ہے۔ ''لَفِیْ شِقَاقٍ بَعِیْدٍ'' قائم مقام خبر ہے۔

ترجمہ:

ذٰلِكَ: وہ	بِاَنَّ: اس سبب سے کہ
اللّٰهَ: اللہ نے	نَزَّلَ: اُتارا ہے
الْكِتٰبَ: کتاب کو	بِالْحَقِّ: حق کے ساتھ
وَاِنَّ: اور یقیناً	الَّذِیْنَ: جن لوگوں نے
اخْتَلَفُوْا: اختلاف کیا	فِی الْكِتٰبِ: کتاب میں
لَفِیْ شِقَاقٍ بَعِیْدٍ: وہ لوگ دور کی مخالفت میں ہیں	

نوٹ (۱): اہل کتاب نے اللہ کے دین کو اتنا مسخ کر دیا تھا کہ یہ معلوم کرنا ممکن نہ رہا کہ حلال کیا ہے' حرام کیا ہے اور حق کیا ہے' باطل کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل کر کے حق و باطل کو پوری طرح واضح کر دیا۔ دور کی مخالفت سے مراد یہ ہے کہ انسان کسی چیز کی مخالفت میں اتنی دُور نکل جائے کہ اسے اپنے نفع و نقصان کا بھی ہوش نہ رہے اور وہ مغفرت کو چھوڑ کر عذاب خریدنے لگے۔

آیت ۱۷۷

﴿لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ ۚ وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ ۙ وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَی الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ

وَالصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ط اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ط
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾﴾

ی ت م

يَتِمَ (س) يَتْمًا: چھوٹے بچے کا والدین کی شفقت سے محروم ہونا۔

يَتِيْمٌ ج يتامٰی (فَعِيْلٌ کے وزن پر صفتِ مشبہ کا صیغہ): انسانوں میں ایسا بچہ جس کا باپ مرگیا ہو۔ جانوروں میں ایسا بچہ جس کی ماں مرگئی ہو۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

س ب ل

سَبَلَ (ن) سَبْلًا: لٹکنا' بہنا' رواں دواں ہونا۔

سَبِيْلٌ (ج) سُبُلٌ: فَعِيْلٌ کا وزن ہے۔ متعدد معانی میں آتا ہے: (۱) آسان راستہ' کھلی سڑک۔ ﴿وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ﴾ (الحجر:۷۶) ''اور یقیناً وہ (یعنی بستی) ایک مستقل سڑک پر واقع ہے۔'' ﴿الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مِهْدًا وَّجَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا﴾ (الزخرف:۱۰) ''جس نے بنایا تمہارے لیے زمین کو فرش اور اس نے بنائے تمہارے لیے اس میں راستے۔'' (۲) راہ' طریقہ (کسی نظریہ یا ضابطہ کے مطابق عمل کرنے کا طریقہ) ﴿وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى﴾ (النساء:۱۱۵) ''اور جس نے پیروی کی مؤمنوں کے طریقے کے علاوہ' تو ہم پھیر دیں گے اس کو اُدھر جدھر وہ پھرا۔'' ﴿وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ﴾ (الانعام:۵۵) ''اور تاکہ واضح ہو جائے مجرموں کا طریقہ۔'' ﴿وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا﴾ (ابراھیم:۱۲) ''اور ہمیں کیا ہے کہ ہم توکل نہ کریں اللہ اس پر اس حال میں کہ اس نے ہمیں راہنمائی دی ہے ہمارے طریقوں کی۔'' (۳) راہ' ذریعہ (کسی تک پہنچنے یا خوشنودی حاصل کرنے کا ذریعہ)۔ ﴿وَاَنْفِقُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ (البقرۃ:۱۹۵) ''اور تم لوگ خرچ کرو اللہ کی راہ میں۔'' ﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾ (العنکبوت:۶۹) ''اور جن لوگوں نے جدوجہد کی ہمارے لیے ان کی ہم لازماً راہنمائی کریں گے اپنی راہوں کی۔'' (۴) الزام (کسی پر گرفت حاصل کرنے کا ذریعہ) ﴿مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ﴾ (التوبۃ:۹۱) ''بلا کم و کاست کام کرنے والوں پر کوئی الزام نہیں ہے۔''

ر ق ب

رَقَبَ (ن) رَقُوْبًا: نگہبانی کرنا' انتظار کرنا' کسی بات کا لحاظ کرنا۔ ﴿لَا يَرْقُبُوْنَ فِىْ

مُؤْمِنٍ اِلاًّ وَّلَا ذِمَّةً﴾ (التوبۃ: ۱۰) ''وہ لوگ لحاظ نہیں کرتے کسی مؤمن سے قرابت داری کا اور نہ ذمہ داری کا۔''

رَقِیْبٌ (فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت مشبہ): نگہبانی کرنے والا' نگہبان۔ ﴿مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلاَّ لَدَیْهِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ﴾ (ق:۱۸) ''مُنہ سے نہیں نکلتی کوئی بات مگر یہ کہ اس کے پاس ہے ایک چوکس نگہبان۔''

رَقَبَةٌ (ج) رِقَابٌ (اسم ذات): گردن (کیونکہ گردن کو مختلف سمت میں گردش دے کر انسان نگہبانی کرتا ہے)۔ ﴿فَکَفَّارَتُهٗ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰکِیْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِیْکُمْ اَوْ کِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ﴾ (المائدۃ:۸۹) ''تو اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے اس کے اوسط سے جو تم لوگ کھلاتے ہو اپنے گھر والوں کو یا ان کو (دس مسکینوں کو) کپڑا پہنانا ہے یا کسی گردن کا آزاد کرنا ہے۔'' تَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ کسی غلام کو آزاد کرانے کے لیے عربی محاورہ ہے۔ ﴿فَاِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ﴾ (محمد:٤) ''پس جب تم لوگ مقابل ہو ان کے جنہوں نے کفر کیا تو گردنوں کا مارنا ہے۔''

تَرَقَّبَ (تفعّل) تَرَقُّبًا: کسی چیز سے بچنے کے لیے خود اپنی نگہبانی کرنا' چوکنا ہونا۔ ﴿فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا یَّتَرَقَّبُ﴾ (القصص:۲۱) ''تو وہ نکلا وہاں سے ڈرتے ہوئے' اپنی نگہبانی کرتے۔''

اِرْتَقَبَ (افتعال) اِرْتِقَابًا: اہتمام سے انتظار کرنا۔

اِرْتَقِبْ (فعل امر): تو انتظار کر۔ ﴿فَارْتَقِبْ یَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ﴾ (الدُّخان: ۱۰) ''پس تو انتظار کر اُس دن کا جب آسمان لائے گا ایک واضح دھواں۔''

مُرْتَقِبٌ (اسم الفاعل): انتظار کرنے والا۔ ﴿فَارْتَقِبْ اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ﴾ (الدُّخان:۵۹) ''پس تو انتظار کر' بے شک وہ لوگ بھی انتظار کرنے والے ہیں۔''

ترکیب: استادِ محترم پروفیسر حافظ احمد یار مرحوم کی یہ رائے ہے' اور میرا ذہن اسی کو ترجیح دیتا ہے' کہ ''اَنْ تُوَلُّوْا'' سے ''وَالْمَغْرِبِ'' تک پورا جملہ ''لَیْسَ'' کا اسم ہے' جبکہ ''الْبِرَّ'' اس کی خبر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ اسے تاکید کے لیے مقدم کیا گیا ہے اور اس پر لامِ جنس ہے۔ ''اَنْ'' کی وجہ سے ''تُوَلُّوْا'' مضارع منصوب ہے۔ اس کا فاعل اس میں شامل ''اَنْتُمْ'' کی ضمیر ہے۔ ''وُجُوْهَکُمْ'' مفعول ہے اور ''قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ'' مفعول فیہ ہے۔

''لٰکِنَّ'' کا اسم ہونے کی وجہ سے ''الْبِرَّ'' منصوب ہے اور ''مَنْ'' اس کی خبر ہے۔ یہ ''مَنْ'' موصولہ ہے اور ''اٰمَنَ بِاللّٰہِ'' سے ''اِذَا عَاھَدُوْا'' تک کے جملے اس کا صلہ ہیں۔ ''الْیَوْمَ'' سے ''النَّبِیّٖنَ'' تک تمام الفاظ سے پہلے حرف جر ''بِ'' محذوف ہے اس لیے یہ سب مجرور ہیں۔

''اٰتَی'' سے پہلے ''مَنْ'' محذوف ہے۔ ''الْمَالَ'' اس کا مفعول اوّل ہے۔ ''عَلٰی حُبِّہٖ'' متعلق فعل ہے اور اس میں ''ہٗ'' کی ضمیر ''الْمَالَ'' کے لیے ہے۔ ''ذَوِی الْقُرْبٰی'' سے ''فِی الرِّقَابِ'' تک ''اٰتَی'' کے مفعول ثانی ہیں۔ اسی طرح ''اَقَامَ الصَّلٰوۃَ''۔ ''اٰتَی الزَّکٰوۃَ'' اور ''الْمُوْفُوْنَ'' سے پہلے بھی ''مَنْ'' محذوف ہے۔

اردو میں ہم کہتے ہیں ''حامد کو شاباش ہے''۔ یہ دراصل ایک جملے کا تخفیف شدہ محاورہ ہے۔ پورا جملہ تھا ''میں حامد کو شاباش دیتا ہوں''۔ اس جملے میں حامد مفعول ہے۔ عربی میں کسی کی تعریف کرنے کے اس انداز کا محاورہ یہ ہے کہ صرف مفعول کا ذکر کرتے ہیں۔ یعنی ''حامد کو شاباش ہے'' کا عربی محاورہ میں ترجمہ ہوگا ''وَحَامِدًا''۔ اس انداز کو اِضمارِ اَعْنِی کہتے ہیں۔ اب نوٹ کرلیں کہ اس آیت میں ''وَالصّٰبِرِیْنَ'' اِضمارِ اَعْنِی کی وجہ سے منصوب ہے۔

ترجمہ:

لَیْسَ الْبِرَّ : کل نیکی یہی نہیں ہے
اَنْ تُوَلُّوْا : کہ تم لوگ پھیرلو
وُجُوْھَکُمْ : اپنے چہروں کو
قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ : مشرق اور مغرب کی طرف
وَلٰکِنَّ : اور لیکن (بلکہ)
الْبِرَّ : نیکی
مَنْ : اس کی ہے جو
اٰمَنَ : ایمان لایا
بِاللّٰہِ : اللہ پر
وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ : اور آخری دن پر
وَالْمَلٰٓئِکَۃِ : اور فرشتوں پر
وَالْکِتٰبِ : اور کتاب پر
وَالنَّبِیّٖنَ : اور نبیوں پر
وَاٰتَی : اور (جس نے) دیا
الْمَالَ : مال
عَلٰی حُبِّہٖ : اس کی محبت کے باوجود
ذَوِی الْقُرْبٰی : قرابت داروں کو
وَالْیَتٰمٰی : اور یتیموں کو

وَالْمَسٰكِيْنَ : اور مسکینوں کو — وَابْنَ السَّبِيْلِ: اور راستے کے بیٹے (مسافر) کو

وَالسَّآئِلِيْنَ : اور مانگنے والوں کو — وَفِي الرِّقَابِ: اور گردنوں (غلاموں) کے آزاد کرانے میں

وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ : اور (جس نے) قائم کیا نماز کو — وَاٰتَى الزَّكٰوةَ : اور (جس نے) پہنچایا زکوٰۃ کو

وَالْمُوْفُوْنَ : اور (جو) پورا کرنے والے ہیں — بِعَهْدِهِمْ : اپنے عہد کو

اِذَا : جب بھی — عٰهَدُوْا: وہ لوگ باہمی معاہدہ کریں

وَالصّٰبِرِيْنَ : اور ثابت قدم رہنے والے — فِي الْبَاْسَآءِ : (فقر وفاقہ کی) سختیوں میں

وَالضَّرَّآءِ : اور تکالیف میں — وَحِيْنَ الْبَاْسِ: اور گھمسان کی جنگ کے وقت

اُولٰٓئِكَ : یہ — الَّذِيْنَ : وہ لوگ ہیں جنہوں نے

صَدَقُوْا : سچ کر دکھایا (نیکی کو) — وَاُولٰٓئِكَ : اور یہ لوگ

هُمُ الْمُتَّقُوْنَ : ہی متقی ہیں

نوٹ (۱) : عربی میں کسی قریبی چیز کی بلندی اور عظمت کے اظہار کے لیے اشارہ قریب کے بجائے اشارہ بعید استعمال کیا جاتا ہے۔ اسی لحاظ سے اس آیت میں ''اُولٰٓئِكَ'' کا ترجمہ ''وہ'' کے بجائے ''یہ'' کیا گیا ہے۔

نوٹ (۲) : کتاب ''آسان عربی گرامر'' حصہ اوّل کے پیراگراف ۷:۱۹ میں آپ کو بتایا گیا تھا کہ لفظ ''ذُوْ'' (والا) جب مضاف بن کر آتا ہے تو رفع، نصب اور جر میں یہ ''ذُوْ۔ ذَا۔ ذِی'' استعمال ہوتا ہے۔ اب نوٹ کر لیں کہ اس کی جمع رفع میں ''ذَوُوْ'' اور نصب وجر دونوں میں ''ذَوِیْ'' آتی ہے۔ اس آیت میں مفعول ہونے کی وجہ سے ''ذَوِیْ'' منصوب ہے۔

نوٹ (۳) : یہ آیت تحویل قبلہ کے حکم کا تتمہ ہے۔ اس حکم سے ذہنوں میں جو الجھن پیدا ہوئی تھی اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ انسان نیکی کے کسی جزو کو ہی کُل نیکی سمجھ بیٹھتا ہے۔ اس

(باقی صفحہ 46 پر)